رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۱

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تواریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چو کہ ہم پاتو گرآئی چادر قادیان مبنی | دوا بپی شفا مبنی غرض دارالامان مبنی

(ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے ۔۔۔ صر
خواص و معاونین سے ۔۔۔ عہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپے سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ۔۔۔ ۱۲

نوٹ۔ ۔۔۔ سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں
میں ۔۔۔ کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

تازہ وحی

(۲۸ و ۲۹ مارچ کی درمیانی شب)

(۱) احسن اللہ امرک
(ترجمہ۔ اللہ نے تیرا کام اچھا کر دیا۔)

(۲) احسن اللہ امری۔
(ترجمہ۔ اللہ نے میرا کام اچھا کر دیا۔

(۳) یاتین من کل فج عمیق۔ امید سے بڑھکر
(ترجمہ۔ میرے پاس آئیں گے (تحائف) ہر دور کی راہ سے)

(۴) رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔

(۵)۔ فتح۔

قرآن شریف سیکھنے کی ایک مجرب اور آسان راہ

فرمودہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن شریف کی علوم کے حصول کی ذرائع اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں بیان کر دیے ہیں۔ الرحمٰن علم القرآن۔ قرآن شریف کا سکھانا اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے۔ اس کے واسطے ضرورت کن چیزوں کی ہے وہ بھی خود خدا تعالیٰ نے بیان فرما دی ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ متقی کو خدا تعالیٰ معارف اور علوم قرآنی سے خبردار کر دیتا ہے اور تقویٰ ایک ذریعہ ہے قرآن دانی کے واسطے دوسری جگہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ تقوے کے ساتھ جہاد اور کوشش کی بھی شرط ہے پس علوم قرآنی کا معلم خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس فیض اور فضل رحمانی کا جاذب تقویٰ۔ اور جہاد۔

فرمایا کہ ہمارے نزدیک ہم نے ایک راہ کا تجربہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان دل میں سچی تڑپ اور پیاس علوم قرآنی کے حصول کے واسطے پیدا کر کے تقویٰ تام سے دعائیں کرے اور اس طرح سے قرآن شریف شروع کرے۔ **دور اول**:۔ خود تنہا ایک مترجم قرآن شریف لیکر جسکا ترجمہ لفظی ہو انسان کی اسمیں اپنی ملاوٹ کچھ نہ ہو اور اس کے واسطے میں شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پسند کرتا ہوں۔ لیکر ہر روز بقدر طاقت بلا ناغہ کچھ حصہ قرآن کا پڑھا کرے اور لفظوں کے معنوں میں غور کرے۔ پھر جہاں آدم اور شیطان کا حال مذکور ہو اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا میں آدم ہوں یا کہ ابلیس۔ موسےٰ ہوں کہ فرعون۔ مجھ میں یہودیوں کے خصائل ہیں یا کہ مسلمانوں کے اور اسیطرح سے عذاب کی آیات سے ڈرے اور پناہ مانگے۔ اور رحمت کی آیات سے خوش ہو اور اپنے کو رحمت کا مورد بننے کے واسطے دعائیں کرے۔ ہر روز درود و دعا استغفار اور لاحول پڑھکر شروع کرے اور اسیطرح ختم کرے۔ اسیطرح سے دور اول ختم کر دیوے۔ اور اس دور میں ایک نوٹ بک پاس رکھے مشکل مقامات اسمیں نوٹ کرتا جاوے۔

پھر دور دوم شروع کرے۔ اور اسمیں اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر سناوے اور یہ جانے کہ قرآن شریف ہم دونو کے واسطے نازل ہوا ہے۔ بیوی خواہ توجہ کرے یا نہ کرے یہ سنائے جاوے اور پہلے دور کی نسبت کسیقدر بسط کرتا جاوے۔ اور پہلے طریق کیطرح اس دور کو بھی ختم کرے اور وہ پہلی نوٹ بک ساتھ رکھے اور اسے دیکھتا رہے۔ پھر اس دور میں یہ دیکھیگا کہ بہت سے وہ مشکل مقامات جو دور اول میں نہیں سمجھا تھا اس دور میں حل ہو جاوینگے۔ اس دور ثانی کی بھی ایک الگ نوٹ بک طیار کرے۔

پھر اسطرح سے دور ثالث شروع کرے اور گھر کے بچوں عورتوں اور پڑوسیوں کو بھی اس دور میں شامل کر لے۔ مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی اعتراض نہ کریں۔ اور پہلی اور دوسری دونو نوٹ بکیں اپنے سامنے رکھے اسطرح اس دور میں دیکھیگا بہت سے مشکلات جو پہلے دونو دوروں میں حل نہ ہوسکے تھے اس دفعہ حل ہو جاوینگے۔ اس دور کی الگ ایک نوٹ بک تیار کرے۔

دور ثالث کے بعد چوتھا دور عام مجمع کے سامنے شروع کرے مگر سامعین مسلمان ہوں۔ انکے اعتراضات وغیرہ کے اگر جواب آتے ہوں تو دیتا جاوے ورنہ نوٹ بک میں نوٹ کرتا جاوے اور انکے حل کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور درد دل سے دعائیں کرتا رہے۔

اور پانچواں دور شروع کر دے اور بلا امتیاز مسلمان مشرک کافر و مومن سنانا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور فیضان اس کے شامل حال ہوگا اور ایک بہت بڑا حصہ قرآن شریف کا اُسے سکھا دیا جاویگا۔

بابو کیشپ چندر چٹرجی

کا مشرف باسلام ہونا

بابو صاحب موصوف کلکتہ کے ایک معزز برہمن خاندان کے معزز ممبر ہیں۔ آپ کلکتہ سے شملہ جارہے تھے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن فرخ آباد سے جو کہ بوجہ کسیقدر علالت طبع تبدیل آب و ہوا کی غرض سے قادیان تشریف لارہے تھے گاڑی میں ملاقات ہوگئی۔ دوران گفتگو میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے منزل مقصود اور وہاں کے مفصل حالات اور حضرت اقدسؑ کا خدا کیطرف سے زمانہ موجودہ کی اصلاح کیواسطے مبعوث ہوکر آنے کے متعلق بھی مفصل طور سے ذکر کیا۔ اور آپ کے متعلق ہر پہلو کے مفصل حالات سے بابو صاحب کو آگاہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی پرجوش اور ناصحانہ اور دردمندانہ تقریر اور خوش خلقی سے بابو صاحب موصوف کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے وہیں یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلکر موجودہ زمانہ کے اوتار رشی اور نبی کی زیارت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ بلکہ خلیفہ صاحب کے اس بیان پر کہ میں قادیان جارہا ہوں کیونکہ وہاں ایک نبی (اوتار) مبعوث ہوکر آیا ہے۔ بابو صاحب موصوف چونک پڑے اور زیارت کا ازبس شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ انبالہ پہونچکر انہوں نے بھی بٹالہ کا ٹکٹ لے لیا۔ اور باوجود اپنے ایک آریہ خیال ہمراہی کے بار بار منع کرنے کے آپ انبالہ سے بٹالہ بہمراہی جناب ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ جب آپ کے آریہ ہمراہی نے دیکھا کہ بابو صاحب پر اُنکی بات کا کچھ اثر نہیں ہوا اور بابو صاحب کے دل میں موجودہ زمانہ کے نبی (اوتار) کی زیارت کا اشتیاق فوری اور آنی نہ تھا تو اس نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو پنجاب دیکھنا ہی منظور ہے تو امرتسر میں گولڈن ٹیمپل کی سیر کرکے واپس آجانا۔ مگر اس کا جواب بھی انہوں نے نفی میں دیا اور کہا کہ میں اینٹ پتھروں کی زیارت سے کوئی روحانی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ جبکہ ایک زندہ نبی موجود ہے تو میں کیوں اسکی زیارت نہ کروں۔ اور بڑے اخلاص اور اظہار عقیدت سے حضرت اقدسؑ سے ملاقات ہوئی۔ اور بابو صاحب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ نے اپنے اسلام لانے کا ارادہ دوسرے ہی دن ظاہر کرکے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کی۔ مگر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ابھی آپ کچھ اور ٹھہریں اور اس معاملہ میں غور کرلیں۔ اس طرح سے بابو صاحب کو چند روز اور ٹھہرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے اپنے خیالات کو اور بھی مضبوط کرلیا۔ آخر ۲۵ر مارچ ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کرکے مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کا نام احمد کیشپ چندر چٹرجی رکھا گیا۔

خطبہ نکاح

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالٰے عنہ

پیشتر اس کے کہ خطبہ نکاح درج کیا جاوے اتنا عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پرفتن زمانہ میں جہاں دینی معاملات میں ہزاروں قسم کے بدعات اور عقاید بدمروج ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی دوسرے پہلو پر دنیوی امور میں بھی اسراف اور فضول خرچی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ بیاہ شادیوں میں اور خصوصًا جب اُن لوگوں کے بیاہ شادی وغیرہ کے رسومات کیطرف نظر اٹھاکر دیکھا جاوے جو اپنی دنیوی حیثیت کسیقدر متوسط درجہ کی رکھتے ہیں اور ان کے تعلقات باہمی بہت وسیع ہیں تو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے کہ کسطرح اپنی جھوٹی اور چند روزہ عزت کے واسطے بے دریغ روپیہ فضول کاموں میں ضایع و برباد کیا جاتا ہے۔ خصوصًا وہ قوم اور برادری جس سے ہمارے معزز دوست چودہری حاکم علی صاحب اور بابو غلام حسن صاحب تعلق رکھتے ہیں۔ ان کاموں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا موجب عزت اور باعث فخر جانتی ہے۔ یہ قوم بلحاظ اپنے وسیع تعلقات کے بہت سے بیجا رسم ورواج میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور بہت سی قابل نفرت قابل شرم اور خلاف شریعت رسومات کا ایسے موقع پر اس میں رواج ہے مگر قابل تقلید ہیں یہ دونو صاحب اپنی زمیندار برادری میں جنہوں ان سارے جنجالوں اور زنجیروں کو یکدم اپنے گلوں سے اتار پھینکا اور کسی لومتہ لائم کی پرواہ نہ کرکے بالکل سادگی اور سنت رسول اور پابندی شریعت کے مطابق یہ نکاح کیا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کا عملی نمونہ قائم کرکے . . . . . دکھایا۔ اتنا بھی ظاہر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طرفین اللہ کے خاص فضل سے اپنی دنیوی حیثیت کے لحاظ سے بھی بہت خوشحال اور آسودہ ہیں۔ اور باقی قوم کیطرح بلکہ بطریق اولیٰ اُن فضولیوں پر قادر تھے مگر محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کو مقدم کرنے کی خاطر انہوں نے اُن سب رسوم ورواج کو یکدم خیرباد کہدیا۔ اور احمدی قوم کے زمیندار بھائیوں اور خصوصًا اُن لوگوں کے واسطے جو بلحاظ وسیع تعلقات بہت سے فضول اور خلاف شریعت رسم ورواج والی برادری سے تعلقات رکھتے ہیں ایک اسوہ حسنہ قایم کردیا ہے۔ ہم اپنے دونو معزز دوستونکو اس ہمت اور توفیق خیر پر مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ان تعلقات کو باعث رحمت اور فضل بناوے۔ آمین۔

مضمون خطبہ

خطبہ مسنونہ کی آیات پڑھنے کے بعد فرمایا کہ یہ چند آیتیں اس غرض کیلیے پڑھی گئی ہیں کہ ان کا پڑھا جانا خطبہ نکاح کے موقع پر ایک سنت متوارثہ ہے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر بوضاحت کیا ہے کہ ہر مسلمان کا عربی زبان کے ساتھ کسیقدر تعلق نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کتاب تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے لائے وہ بھی عربی میں ہے۔ یعنی خدائی احکام اور ہمارے مولا کی چٹھی جس میں اُس نے ہمارے کل دینی اور دنیوی امور کا مفصل ذکر فرمادیا ہے اور اپنی خوشنودی اور رضا کی راہیں بھی اسمیں درج فرمائی ہیں وہ بھی عربی میں ہے۔ پھر وہ آواز جس کے ذریعہ سے ہمیں نماز کیطرف بلایا جاتا ہے یعنی اذان وہ بھی عربی میں ہی۔ نماز جو کہ عبادت الٰہی کا ایک مکمل اور بے نظیر طریقہ ہے اور جسمیں شفقت علیٰ خلق اللہ کا پورا سبق موجود ہے اور گویا کہ وہ معراج المومنین ہے۔ اس کا بھی بڑا حصہ عربی زبان میں ہی ہے۔ اگرچہ ماثورہ دعاؤں کے بعد اور دعاؤں کے واسطے ہر زبان میں اجازت ہے۔ الحمد شریف کا پڑھا جانا ہر نماز میں نہایت ضروری اور لازمی رکھا گیا ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ہے۔ خطبہ نکاح میں بھی چند آیات اور فقرے عربی زبان کے لازمی طور سے رکھے گئے ہیں۔ تو ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے دل میں جہاں وحدت کی روح پھونکنے کیواسطے اور اور ذرایعہ کا استعمال کرنا تھا وہاں منجملہ ان ذرایع کے تعلیم عربی بھی تھی۔ بہت سے اختلاف صرف عربی زبان کے نہ سمجھنے کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض وحدت قومی کے پیدا کرنیکا ایک بڑا بھاری ذریعہ زبان عربی سے واقفیت حاصل کرنا بھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر انسان صرف اتنے حصہ زبان کے الفاظ کو ہی اچھی طرح سمجھے جو مسلمانوں میں روزمرہ کے بول چال میں مروج ہیں تو بھی ایک حصہ قرآن شریف کا جو ذکر کے متعلق ہے اُس کے لئے آسان ہوجاتا ہے۔ مگر خدا جانے کیا وجہ ہے کہ کیوں لوگ اسطرف توجہ نہیں کرتے انگریزی جیسی دور دراز ملک کی زبان اور پشتو جیسی بوجھل زبان پنجابی جیسی مشکل اور کشمیری جیسی نرم زبان سیکھ لیتے ہیں مگر نہیں سیکھنے کی کوشش کرتے اور نہیں دلچسپی پیدا کرتے تو کس زبان سے قرآن اور رسولؐ پاک کی پیاری اور دلربا زبان سے۔

اب چونکہ نماز ظہر کا وقت ہے اور نیز بارہا ایسے مضامین سننے کا آپ لوگونکو موقع ملتا رہا ہے اسواسطے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نکاح کی اجازت بابو غلام حسن صاحب نے جو کہ لڑکی کے والد اور ولی ہیں مجھے بذریعہ ایک خط کے دی ہی جسمیں انہوں نے لڑکی کیطرف سے بھی قبولیت بذریعہ تحریر بھیجی ہے اسطرح کی تحریر سے انکی اس شوق کا اظہار ہوتا ہی جو انکو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کیواسطے ہی۔ چودہری حاکم علی صاحب بھی اور بابو غلام حسن صاحب بھی جہانتک میرا علم ہے دونو حضرت اقدسؑ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے کیا مراد ہے؟

ہمارے مکفرین غور کریں!

جاننا چاہیئے۔ کہ ہم احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو کسی قرآنی حکم کو آکر منسوخ کردے۔ ہمارے نزدیک قرآنی احکام میں تنسیخ و ترمیم کو راہ نہیں۔ جناب مرزا صاحب کی نبوّت کوئی تشریعی نبوّت نہیں۔ جو احمدیوں پر اعتراض ہوسکے صرف نبی کا لفظ سُنکر کافر کہدینا کونسی بھلے مانسی ہے دیکھو! تفسیر حسینی میں زیر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی۔ نبی کی یہ تعریف لکھی ہے "نبی آنکہ آواز بشنود ملہم گردد یا خواب بیند" جب خواب دیکھنے والے کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر اگر جناب مرزا صاحب کو کثرت مکالمہ۔ اور مخاطبہ اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی کہا گیا۔ تو کیوں اس کو کفر سمجھا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں حضرت مریم صدیقہ کی نبوّت پر جہاں بحث کی گئی ہے۔ وہاں نبی کی تعریف میں ایک قول اس طرح نقل کیا ہے کہ "ہر کس کہ آمد اورا فرشتہ از خدا بحکمے از امر و نہی یا باعلام بآنچہ کہ خواست پس وے نبی است"۔ قرآن شریف نے ایسے شخص کو جس کو غیب کی خبریں بتائی جاویں رسول کہا ہے۔ دیکھو آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول بعض لوگ محض شرارت کی وجہ سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بہکانے اور بھڑکانے کے لئے جناب حضرت مرزا صاحب کی رسالت اور نبوّت کو پیش کرکے آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پڑھکر سنا دیتے ہیں۔ جس سے جاہل آدمی بلا سوچے سمجھے غضب میں آکر بکنے لگ جاتے ہیں۔ کیا واعظ۔ کیا سامع۔ کوئی بھی احمدیوں کو کافر کہنے کے وقت خدا کا خوف نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی انصاف سے اس مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے۔ رسول یا نبی کا لفظ سنا۔ جھٹ کافر کہہ دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بار بار اپنی تصانیف میں تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اپنے ہادی و پیشوا جناب سرور انبیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں وہ درجہ بخشا کہ اللہ تعالیٰ۔ بذریعہ وحی کے میرے ساتھ کلام فرماتا ہے۔ اور غیب کی خبریں مجھپر کھولی جاتی ہیں۔ اس واسطے خداوند کریم نے مجھکو رسول اور نبی کہا۔ مہدی اور مسیح کا لقب دیکر ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ اپنے پیارے حبیب فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ میں کوئی نئی کتاب اور نئی شریعت لے کر نہیں آیا۔ جو جو نشانات و معجزات میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ میرے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض اور انہیں کی صداقت ہے ؂

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ✢
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے ✢

اب اگر کوئی متعصب۔ بیخوف۔ جاہل آدمی اپنے تعصب بے خوفی اور جہالت کی وجہ سے خاتم النبیین کے یہہ معنے کرے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے فیض کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور جیسے آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں۔ ویسے ہی روحانی اولاد سے بھی آپ کو محروم سمجھتا ہے یا حدیث لا نبی بعدی سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ امت محمدیہ سے جزئی نبوّت کا مدعی اور قایل دونوں کافر ہیں۔ اس امت میں کسی کو نبی یا رسول کہنا تا یوم حشر ممنوع اور ناجایز ہے۔ تو ایسا شخص نبوّت اسلام اور ایک مسلمان کو کافر کہنے کے سبب سے خود کافر ہے نہ کہ مسلمان کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہا ہے اور وہ بموجب آیت استخلاف اور حدیث اما مکم منکم اسی امت سے ہونا چاہیئے پس نبی اللہ کو کافر کہنے والا کیونکر مسلمان ہوسکتا ہے۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کب روا ہے۔ غیر احمدی غور کریں۔ نیز قرآن شریف میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین اس آیت میں لفظ النبیین موجود ہے۔ جو لوگ اس امت میں لفظ نبی کا استعمال کفر سمجھتے ہیں۔ اب ان کو بھی اس کفر سے حصّہ لینا پڑا۔ یا لفظ صدیق۔ شہید صالح سے بھی انکار کریں۔ کہ ان کا استعمال بھی کفر ہے جو شخص خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ہے۔ اور صدیقین شہداء۔ صالحین کے ساتھ مل کر صدیق۔ شہید۔ صالح کہلا سکتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ نبیین کے ساتھ ملکر نبی نہیں کہلا سکتا ہے۔ جو معنے مع النبیین کے ہیں وہی مع الصدیقین کے ہیں۔ کیا توفنا مع الابرار میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ تم ابرار نہیں ہوسکتے۔ سوچو اور غور کرو اور پھر دوسری آیت اس بحث کے متعلق یہ ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورۃ اعراف) یہاں اللہ تعالیٰ نے یاتینکم رسل منکم فرما کر ظاہر فرما دیا کہ اس اُمّت میں بھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بعض خادم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آئیں گے۔ اس کا ترجمہ تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے خطاب با مشرکان عرب است۔ چوں بیایند بشما پیغمبران از شما بزبان شما واضح آنست کہ خطاب عام دارند یعنی اے فرزندان آدم چوں بیایند فرستادگان بشمار از نوع شما بخوانند بر شما آیتہائے کتاب مرا یا خبر دہند شمارا با احکام شریعت الخ۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے کہ مراد آیات سے آیات قرانی ہیں۔ جس سے یہ عذر کہ آیۃ میں انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ باطل ہو گیا۔ سیاق سباق آیۃ بھی اس عذر کو رد کرتا ہے۔ اس سے پہلے کی آیت میں ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد بعضے بر آنند کہ این خطاب عام است و اکثر مفسران گویند کہ خاص است بمسلمانان۔ (تفسیر حسینی) پھر اس یا بنی کے بعد یہ یا بنی ہے۔ جس میں رسولوں کا آنا لکھا ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا ذکر نہیں جو عذر بالا کو قبول کیا جاوے۔ لہذا ہمیں کافر کہنے والے غیر احمدی ذرا سوچیں۔ کیا وہ اپنے ان مفسرین کو بھی کافر کہدیں گے۔ جو اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس امت سے رسول آوینگے۔ میں ان متعصب ملانوں پر حیران ہوں۔ کہ کس مُنہ سے یہ حدیث لا نبی بعدی کو پیش کرکے ہر قسم کی نبوّت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیثوں سے ہر مومن صالح کا جزئی نبی ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری کتاب التعبیر میں یہ حدیثیں موجود ہیں عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا المؤمن جزء من ستۃ و اربعین جزءا من النبوۃ۔ ایضاً ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ گفت ابو ہریرہ شنیدم رسول خدا را کہ فرمود باقی نماندہ است از نبوّت مگر خوابہائے صالح کہ دلالتے دارد بر بشارت پیغمبری و از عالم وحی است و بہرہ ازاں دارد (تیسیر القاری شرح بخاری) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر الخ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منہم احد فعمر قال ابن عباس من نبی ولا محدث۔ ہر آئینہ تحقیق بودند در آنچہ پیش از شما امتہائے مردمانے محدثان

وتفسیر کردہ اند اکثر محدثین بفتح دال مشدد بمعنی ملہم کہ گویا حدیث کردہ مے شود از غیب پس مے گوئید آنحدیث را و بمعنی بمعنی متفرس گفتہ یعنی آنکہ [illegible] بجواب را بحدس و فراست ایمانی کردہ اند و بعضے گوئند آنکہ کلام می کنند او را ملائکہ بے نبوت و بعضے گوئند آنکہ جاری مے شود صواب بر زبان وے بے قصد و در حقیقت ایں ہمہ عبارات اند از معنی واحد کہ ملہم بصواب است۔ پس اگر باشد در امت من یگان محدثے پس تحقیق آن عمر است۔ ظاہر تعلیق اگرچہ تردد است ولیکن مقصود نہ چنان است۔ زیرا کہ امت وے افضل امم است و ہرگاہ در امم سابقہ موجود بودہ در ایں امت بطریق اولیٰ باشد بلکہ مراد تاکید اتصاف عمر است بایں منقبت چنانکہ گوئید اگر مرا دوستے در دنیا باشد فلاں است مراد اختصاص فلاں است بکمال دوستی (نہ نفی دوستان دیگر) (شیخ الاسلام شرح بخاری)۔ شارح طیبی نے لکھا ہے۔ المراد بالمحدث الملہم البالغ فی ذلک مبلغ النبی صلی اللہ (فتح الباری شرح بخاری) یعنے محدث سے وہ ملہم مراد ہے۔ جو اپنے الہامات کے صدق میں مبلغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہو۔ دیکھو! ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خواب مومن نبوت کا شاخسانہ ہے اور مبشرات عالم وحی سے ہے۔ اور جنس نبوت سے یہ نوع باقی ہے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے ہمیشہ محدث آتے رہینگے مگر یہ ظالم اور دشمن اسلام مولوی محض ضد اور تعصب سے مومنوں کو کافر اور اسلام کو [illegible] جیسے سینکڑوں لا [illegible] بلکہ خالص مسلمان بنے رہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ ولا دین لمن لا عہد لہ۔ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب لا نکاح الا بولی۔ [illegible] لا [illegible] اثنین۔ وغیرہ۔ لیکن احمدی اگر ان لا کا عموم قائم نہ رکھیں تو کافر ہوئے تعصب تیرا ستیاناس ہو [illegible] ناظرین کرو...... شیخ الاسلام شرح بخاری سے اسی قسم کی ایک مثال سناتا ہوں۔ بخاری میں ابی ہریرہ سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا اولی الناس با ابن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی و بینہ نبی۔ یعنے نیست کہ میان من و میان عیسی پیغمبرے (پس) چونکہ ظاہر حدیث کا اول مخالف ہے اس آیت کے جو سورۃ یٰسین میں ہے۔ واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون۔ موضح القرآن میں ہے "یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسیٰ کے دو یار وہاں پہنچے" آیت میں ان کو مرسل کہا گیا۔ حالانکہ حدیث میں ہے لیس بینی و بینہ نبی۔ دوم مخالفت ہے اس قول کی جو خود شارح نے درج کیا۔ جرجیس و خالد بن سنان دو پیغمبرے بودند پس از عیسیٰ الخ و قصہ خالد بن سنان آوردہ است آنرا حاکم در مستدرک از حدیث ابن عباس"۔ اس لئے شارح حدیث کے متعلق لکھتا ہے "مراد ازیں حدیث آنست کہ نیست میان من و میان عیسیٰ پیغمبرے بشریعت مستقلہ و ..... مبعوث نشدہ بعد از عیسیٰ کسے کہ مبعوث شدہ مگر بہ تقریر شریعت عیسیٰ" اسی طرح تکملہ مجمع البحار میں جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے اس قول کے قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ تطبیق حدیث لا نبی بعدی سے یوں کی گئی ہے کہ لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھو نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یزید شرعہ حکما اخر وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی فلا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرع یدعوھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع و سد بابہ لا مقام النبوۃ یعنے جو نبوت منقطع ہو گئی وہ تشریعی نبوت ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔ پس کوئی شرع ایسی نہیں آسکتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو منسوخ کر دے۔ نہ شریعت محمدیہ میں کوئی حکم بڑھ سکتا ہے اور یہی معنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت و نبوۃ منقطع ہو گئی۔ پس کوئی رسول یا نبی میرے بعد نہ ہوگا یعنے میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا۔ جو میری شریعت کے خلاف شریعت پر ہو۔ بلکہ جب کوئی نبی یا رسول ہوگا تو وہ میری شریعت کا تابع ہوگا۔ پس کوئی رسول ایسا نہیں آئے گا۔ جو خلق اللہ کو غیر شریعت محمدیہ کی طرف بلائے۔ یہی امر منقطع ہو گیا اور اسی کا دروازہ بند ہوا ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔

الغرض جو لوگ ہم احمدیوں کو محض اس وجہ سے کافر کہہ رہے ہیں کہ ہم حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو جناب سرور انبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز سمجھکر ان کی ظلی اور بروزی نبوت کے قائل ہیں۔ وہ ذرا خدا ترس دل کرکے میرے اس مضمون کو پڑھیں اور انصاف کریں۔ کہ بموجب حدیث اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ اور حدیث و من رمی مومنا بکفر فھو کقتلہ۔ کون کافر اور قاتل و ظالم ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم ہوگا۔ کہ جو شخص جو عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بشارت دی۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اخیر زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ہو کر چالیس سال دنیا میں رہیگا اور بعض قرآنی احکام مثل لا اکراہ فی الدین اور حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنے اپنے اس قول ولم یجعلنی جبارا شقیا کے برخلاف دین میں جبر و اکراہ کرکے جزیہ وغیرہ کو منسوخ کر دیگا۔ نیز ایسا عقیدہ رکھنے والا حضرت عیسیٰ کی محبت میں عیسائیوں کی طرح حد سے بڑھا ہوا ہے اپنے پیغمبرؐ کی وہ عزت نہیں کرتا جو حضرت عیسیٰ کی کرتا ہے۔ بات بات میں اُن کو خصوصیت دے رکھی ہے۔ مثلاً توفّی کے لفظ پر ہی غور کرو۔ اگر اور انبیاء کے حق میں آوے۔ تو معنے موت اور اگر یہی لفظ حضرت عیسیٰ کے حق میں آوے۔ تو اس کے معنے زندہ بمعہ جسم آسمان پر اُٹھانے کے کئے جاتے ہیں ایسا ہی ثم بعثنا من بعدہ رسلا۔ ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ و ھرون وغیرہ آیات اور الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ۔ لا نبی بعدی وغیرہ احادیث میں لفظ بعد کے معنے موت مگر حضرت عیسیٰ کا من بعدی جو آیت میں ذکر ہوا توفّی کی طرح یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ وہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جا بیٹھے (شاباش! تیرہویں صدی کے علماء) اب انصاف کرو۔ یہ عقیدہ رکھنے والا جس نے حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے پیغمبر کو اُتار کر شریعت محمدی علی صاحبہا التحیۃ والصلوۃ کے حکم منسوخ کر دیئے۔ یہ تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کا پورا ماننے والا اور پکا مسلمان۔ لیکن جو شخص جناب افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا نہیں مانتا جو قرآن شریف کے کسی چھوٹے سے حکم کو بھی منسوخ کر دے وہ کافر اور بیدین۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو! خوب یاد رکھو۔ ہمارے مرشد و امام جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تم کو مرض شرک میں مبتلا پاکر بالہام ربانی اعلیٰ درجہ کی توحید کا نسخہ بتایا ہے۔ جب تک ان کے مطب روحانی میں داخل ہو کر تم لوگ اس نسخہ کا استعمال نہیں کروگے۔ تب تک اس خطرناک موسم میں تم کو کبھی صحت ایمانی حاصل نہیں ہو سکتی۔ آؤ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کیونکہ ضد و تعصب کی بد پرہیزی سے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت بخشے۔ تاکہ تم اپنے خیر خواہ امام کو شناخت کر سکو۔

آمین!

راقم

کریمداد احمدی از دولمیال ضلع جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جنّ اور شہابِ ثاقب

پر حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر بعد از نماز فجر

۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء

فرمایا میں اس وقت کسی وعظ کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ بلکہ ایک شخص کا سوال تھا جس کے جواب میں میں بیٹھا بیٹھا ہی گفتگو کر رہا تھا۔ مگر بعض دوستوں کے ارشاد کی تعمیل کے واسطے کھڑا ہو گیا ہوں۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور سچی محبت ہوتی ہے۔ تو انسان اپنے محبوب کی بات سننے کا بہت ہی شوق رکھتا ہے اور دل میں ہوتا ہے کہ خدا جانے اس کے مونہہ سے کیا اچھا مضمون یا دلآویز نصیحت یا کوئی مفید کلام نکلے گا لہذا یہ اپنے محبوب کی باتوں کو سننے کے واسطے بہت کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ اب اس وقت ہمارے کھڑے ہو کر تقریر کرنے کی ہے۔ بیٹھکر جس پہلو سے تقریر کر رہا تھا اب اس پہلو کو بدلنا پڑا اور اس بات کو عام فائدہ کے رنگ میں لانا پڑا ہے +

یاد رکھو کہ وعظ کرنا تین شخصوں کا کام ہے اول تو ملہمین کا جن کو براہ راست کسی امر کے پونچانے کا ارشاد الہی ہوتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو مامورین کی طرف سے کسی وعظ و نصیحت کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ تیسرے متکبر +

یاد رکھو مجھے وعظ کا شوق نہیں ہے اور نہ میں کسی دنیوی بڑائی اور بزرگی کا طالب ہوں۔ بلکہ وعظ کرنے میں تو مجھے بعض اوقات سخت سے سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ میں جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو مجھے اپنے نفس کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے +

اصل بات یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے واسطے مامور ہو کر آتے ہیں اُن کے دل میں یہ بات میخ فولاد کی طرح مضبوطی اور استحکام سے گڑی ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح سے انسان کا ظاہر و باطن یکسان ہو جاوے۔ اور ان کی ساری توجہ اور کوشش اسی بات میں ہوتی ہے۔ کہ کسطرح یہ بندے خدا کے بن جاویں۔ وہ لوگ اگر ان کو کوئی موقع ہاتھ آ جاوے۔ تو ظاہری اور دنیوی امور سے بات کو پھیر پھار کر روحانیت اور باطن کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور توحید اور رسالت حقوق اللہ۔ اور حقوق المخلوق کا وعظ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اُن کی ہر ایک ظاہر بات کا ایک باطن ہوتا ہے اور ظاہر کی تہ میں ایک وعظ مد نظر ہوتا ہے جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہوتا ہے +

دنیا میں مختلف قسم کے طبائع ہوتے ہیں بعض پیسے اور دنیا کے بندے اور بعض جسمانی صفائی اور ضروریات کے خواہاں اور ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جن کو روح کی فکر ہوتی ہے +

دیکھو حضرت یوسف ع قید خانے میں ہیں۔ ادہر تین آدمیوں نے خواب دیکھا۔ دو تو ان کے صاحب قید ہیں اور ایک بادشاہ وقت۔ خواب میں قیدیوں نے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے اور تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسف ع نے بجائے اس کے کہ ان کو تعبیر بتاویں۔ وعظ شروع کر دیا اور موقع کو غنیمت جان کر تبلیغ کرنے لگ گئے ہیں۔ ارے بھائی میں تمہیں اس کی تعبیر تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی بتا دونگا۔ بھلا تمہیں خبر بھی ہے۔ کہ مجھ علم تعبیر کیسے ملا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے کفر و شرک اور بے دینی کا مذہب چھوڑ کر توحید کا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جو کہ ابراہیم اسحق اور یعقوب جیسے پاک بزرگوں کا مذہب ہے۔ غور کا مقام ہے۔ کہ شرک تو ہمیں کسی حالت میں بھی کرنا جائز و روا نہیں۔ خدا کا یہ فضل ہے کہ اس نے ہمیں شرک سے بچنے کی توفیق دی اور پھر بہت انعام و اکرام کئے۔ اے میرے صاحبو بھلا غور کرو۔ کہ ایک خدا کی فرمانبرداری اور عبادت اچھی ہے۔ یا کہ کئی مختلف ارباب بنا لینے اچھے ہیں۔ شرک تو ایک ایسی بے دلیل نیرہ ہے کہ خدائی تائید اس کے شامل حال ہی نہیں۔ اور کوئی حجت نیرہ اور دلیل قاطعہ اس کے ماننے والوں کے پاس نہیں ہے پس تم بھی خدائی فیصلہ کو مانو اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ اور شرک سے توبہ کر کے ایک خدا کی پرستش کرو۔ توحید کی راہ ہی ایک مضبوط اور سیدھی راہ ہے۔

غرض اس طرح سے ایک لمبا اور باریک در باریک رنگ کا ان کو وعظ کیا۔ اول خدا پر ایمان لانے اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی۔ اور پھر رسالت اور نبوت کی طرف دعوت کی کیونکہ توحید پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی۔ بجز نبوت کے اور کوئی ایمان قوی اور زندہ نہیں رہ سکتا۔ بجز ایمان بنبوت کے اور کوئی نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو انبوت کو ماننے کے اس طرح سے توحید اور رسالت کا وعظ کر چکنے کے بعد اُن کو تعبیر رویا بتا دی + وہ بیچارے قیدی حیران ہوتے ہوں گے۔ کہ پوچھی ہم نے خواب کی تعبیر۔ اور اس نے وعظ شروع کر دیا۔ مگر اصل بات یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو جب کوئی موقع مل جاوے۔ یہ روح کی نجات کی کوشش کرتے ہیں +

اس زمانے میں یہ بہت بڑی بھاری غلطی ہے۔ کہ کسی کے دل میں روح کی نجات کے واسطے اور ایمان کی مضبوطی اور عقائد صحیحہ کے حصول کے واسطے کبھی تڑپ ہی نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ جس طرح انبیاء کا گروہ ادہر اُدہر سے پھیر پھار کر نجات روح اور ایمان باللہ کی طرف بات کو لے آتے ہیں۔ آج کل لوگ اپنی ہر بات میں دنیا کو اور روپیہ کے کمانے کے وسایل کو مقدمات میں کامیابی کو وسائل تلاش کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

میری عمر اس وقت قریباً ستر برس کی ہے۔ میرے پاس سینکڑوں خط آتے ہیں۔ ان کو میں خوب پڑھتا ہوں۔ بعض اوقات جواب دینے سے بھی حیران ہو جاتا ہوں۔ مگر جواب دیتا ہوں۔ اُن میں جب کوئی سوال ہوتا ہے۔ تو یہی ہوتا ہے۔ کہ آدم کیسے پیدا ہوا۔ حوا کیسے پیدا ہوئی۔ وہ کیا چیز تھی جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ نوح کے وقت میں طوفان کیا ساری ہی دنیا پر آگیا تھا۔ کیا ساری دنیا پر طوفان آنا ممکن ہے یا کہ نہیں۔ ان کی کشتی میں کیا شیر ببر تھے۔ ابراہیم ع کو کیا سچ مچ آگ میں ڈال دیا تھا۔ اور وہ کس طرح آگ میں سے زندہ بچ نکلے۔ پھر حضرت یوسف کے قصے کو تو لوگوں نے زلیخا کا قصہ زنگار رنگ میں لکھ کر اور بھی پیچیدہ کر دیا ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں سوال ہوتے ہیں۔ نہیں ہوتا تو یہی سوال نہیں ہوتا کہ روح کی اصلاح اور نجات کسطرح سے ہو سکتی ہے عقائد صحیحہ کسطرح مل سکتے ہیں۔ ایمان کامل کیسے ہو سکتا ہے۔ فکر نہیں تو کس کی آخرت کی اور خدا کے سامنے جا کر حساب کتاب دینے کی۔ جس کو دیکھو ادہر کی باتوں میں مبتلا ہے آخرت کی فکر ہی نہیں۔ کبھی کوئی سوال نہیں کرتا کہ نماز کی حقیقت کیا ہے اس کے معانی و مطالب کیا ہیں۔ غرض ان سب باتوں سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہم بھی یوسف ع کیطرح خواب پوچھنے والوں کو ایک اور اصلی اور ضروری امر کیطرف لے جاویں۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف اور کل انبیاء کا اصل منشاء اللہ کو منوانا اور اسکی فرمانبرداری کرانا ہے۔ اور دوسرا حصہ انکی پاک تعلیمات کا شفقت علی خلق اللہ ہے۔ ان کی ساری کوشش حق اللہ اور حق العباد کی بجا آوری میں ہے۔ دیکھو ہر عبادت کا یہی خلاصہ ہے۔ نماز ہے سو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ اور حق اللہ کی ادائیگی کے سبق اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہیں۔ پھر اپنے محسنوں کیلئے دعائیں ہیں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ کہکر حق العباد ادا کرنے کی سخت تاکید کیگئی ہے۔ ایک طرف اگر دنیا کے واسطے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ ہے تو ساتھ ہی وفی الاخرۃ حسنۃ مانگتا ہے۔ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی کی دعائیں مانگتا ہے۔ غرض نماز میں دونوں پہلو حق اللہ اور حق العباد۔ دین اور دنیا رکھے گئے ہیں +

پس اس اصل غرض و غایت کیطرف جسکی انبیاء اور قرآن شریف تعلیم کرتے ہیں خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور آخرت کے واسطے اس دنیا سے سامان ساتھ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے

اب ہم اصل سوال کے جواب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی توفیق شامل حال ہو اور صحیح اور درست جواب آجاوے ممکن ہے کہ کسی روح کو اس سے ہی فائدہ پہنچ جاوے۔

جن کے معنے ہیں چھپے ہوئے کے۔ جَنّ کے معنے ہیں رات نے اندھیرا کیا۔ آیا ہے جَنَّ عَلَیْهِ اللَّیْلُ مجنة کہتے ہیں ڈھال کو کیونکہ اُس سے ہی انسان دشمن کے وار سے چھپ جاتا ہے۔

پہلے زمانہ میں ڈھال بھی منجملہ ایک عمدہ لباس کے ہوا کرتی تھی کیونکہ اسکا ہر وقت ساتھ رکھنا ضروری تھا بوجہ آزادی کے ہتھیاروں کے دشمن ایک دوسرے پر وار کرتے تھے تو اس ذریعہ سے بچاؤ کیا جاتا تھا۔

جنون۔ پاگل پنے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ پاگل بھی ایک طرح کی ظلمت اور اندھیرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اُسکو تمیز نہیں رہتی + اندھیرے میں بھی دوست دشمن محبوب اور عدو میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح پاگل کو بھی امتیاز نہیں رہتا۔ اس واسطے پاگل کو مجنون کہتے ہیں

جنة۔ باغ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی دور سے بوجہ گنجان درختوں کے کالی گھٹا اور اندھیرے سے مشابہت رکھتا ہے۔

جنان۔ دل کو کہتے ہیں۔ کیونکہ دل کے حالات بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔

جنین۔ اس بچے کو کہتے ہیں جو کہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ وہ بھی چونکہ پوشیدہ اور ظلمت میں ہوتا ہے اسواسطے جنین کہلاتا ہے۔

غرض ہر پوشیدہ اور چھپی چیز اور بات کو عربی میں جیم اور دو نون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وہ باریک کیڑے جن سے طاعون پیدا ہوتا ہے اُنکو بھی الجن کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت باریک ہوتے ہیں اور عام نظر سے پوشیدہ اور غائب ہوتے ہیں۔ اس واسطے طاعون وخذ الجن ہے۔

اس آزادی کے زمانے میں جبکہ خدا تعالےٰ کو خوب علم تھا کہ شریعت الٰہی اور کلام نبوت پر اعتراض کئے جاویں گے اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان بھی مہیا کر دیے کہ جن سے وہ اعتراض خود بخود حل ہو گئے۔ اس وخذ الجن پر بھی اس آزادی کے زمانہ میں اعتراض کیا گیا تھا۔ آزادی خود خدا نے بخشی تا کہ اس کی کلام کا سچا ہونا اچھی طرح سے روز روشن کیطرح بپایہ ثبوت پہونچ جاوے اس نے اپنی کامل حکمت اور وسیع علم سے ایک آلہ جس کا نام **خورد بین** ہے پیدا کرا دیا جس سے وہ باریک در باریک مخلوق اور عناصر جو انسانی نظر سے پوشیدہ رہ کر باعث اعتراض ہوئے تھے اسطرح نظر آ گئے۔ اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔

ممکن تھا بلکہ اغلب تھا کہ وخذ الجن سے انکار کر دیا جاتا اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کی تغلیط اور استہزا کیا جاتا مگر خورد بین کے نکل آنے سے صداقت ظاہر ہو گئی۔

اسیطرح ہیضہ کے کیڑوں۔ مرگی کے کیڑوں اور اور باریک در باریک مخلوق کا نام بھی جنّ ہے۔

حالت جنون میں جن خبیث روحوں کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہوتا ہے اس کا بھی انکار تھا۔ مگر سپریچولزم سے اس امر کا صاف ثبوت مل گیا۔

غرض تمام کتب میں جن کے وجود کے متعلق اتفاق ہے۔ مسلمان۔ یہود۔ عیسائی۔ مجوسی۔ ہندو۔ سب اس بات کے قایل ہیں۔ انبیاء نے اولیاء نے بھی جن کے وجود کو مانا ہے۔ اور فلاسفروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ اُن کی مساعی جمیلہ سے جن کے وجود کا ثبوت گویا ہر ایک انسان کے واسطے مہیا ہو گیا ہے۔

میں اگر اپنی تحقیق کا سلسلہ شروع کر دوں تو بات بہت لمبی ہو جاوے گی۔ مگر اللہ کے فضل سے میرے سب مخاطب اس وقت مسلمان ہیں۔ لہذا مجھے سلسلہ کلام کو بہت وسیع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

یاد رکھو دُکھ پہنچانا اس جن کا کام ہے۔ اور مخفی در مخفی خبیث روح کا نام ہے۔ جیسے کبوتر باز۔ مرغ لڑانیوالے پتنگ اڑانیوالے بٹیر باز۔ غافل۔ کاہل۔ چور۔ لڑکوں سے زنا کرنیوالے بدمعاش ہیں۔ ان سب میں جن اور شیطان کی ایک صفت کام کرتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو کہ ایک کبوتری کے پیچھے بھاگا جاتا تھا فرمایا کہ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً۔ شیطان وہ روح ہے جو خدا سے دور۔ ہلاک شدہ اور خدا سے غافل ہو۔ غرض باریک در باریک موذی روح کا نام شیطان ہے کالا کتا ..... یہ بھی شیطان ہے۔ کیونکہ جس کو کاٹتا ہے بہت تکلیف دہ اور ضرر رساں ہوتا ہے۔ اسی طرح جو امور انسان کو غافل کرنیوالے اور ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں ان کو بھی شیطان اور جن سے تشبیہ دی ہے۔ مثلاً وہ عورت جو کسی گلی کوچے یا تنہا بازار میں پھرتی ہو اس کے متعلق بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ۔ عورتیں شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں۔ جسطرح کسی کے گلے میں رسہ ڈالکر کسی کو کھینچ لیا جاتا ہے اسی طرح اس طرح کی عورتیں بھی چونکہ انسان کو غفلت اور گناہ کیطرف رغبت کرتی ہیں۔ ان کو بھی حبائل الشیطان کر کے فرمایا ہے + چنانچہ انبیاء کی اصطلاح بن گئی کہ عورت حبیل الشیطان ہے۔

غرض جن باریک در باریک ضرر رساں روح کا نام ہے اس کو ظلمت سے پیار اور نور سے نفرت و عار ہوتی ہے۔ ظلمت اور اندھیرے میں وہ جانور اور روحیں خوش ہوتی ہیں۔ اور کھلے پھرتے ہیں مگر نور میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور نور سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ موٹی سی بات ہے کہ شیر چیتے۔ وغیرہ موذی جانوروں کو چھپے رہتے ہیں اور رات کے وقت اپنی کمین گاہوں سے نکل کر شکار کرتے ہیں مچھر۔ پسو۔ چڑیں۔ سب موذی جانور ہیں ان کا زور شام کے بعد اندھیرے کی سلطنت میں ہوتا ہے۔ نور سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔

دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو خلق خدا کے واسطے رحمت اور ابر بہار تھے۔ اور خیر خواہی اور ہی خواہی کے بہترین نمونے تھے آپ نے فرمایا ہے کہ شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دو۔ اس وقت بوجہ ظلمت شیاطین کا زور اور غلبہ ہوتا ہے۔ گھروں کے دروازے بند کر دو۔ کھانے پینے کی چیزوں کے برتن ڈھانک دو۔ ڈھکنا نہ ملے تو اللہ کا نام لیکر ایک لکڑی ہی رکھدیا کرو۔ اس حکم کا بھی یہی منشاء ہے کہ ظلمت اور اندھیرے کے وقت چونکہ جن اور شیاطین کا غلبہ ہوتا ہے وہ ان چیزوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اگر دروازے بند اور برتن ڈھکے ہوں تو وہ ٹکر کھا کر واپس ہو جاتے ہیں اور اہل خانہ اور خورد و نوش کی چیزیں اُن کے دخل و تصرف سے محفوظ رہتی ہیں ایسے گھر جن میں احکام شریعت کی پابندی ہوتی ہے وہاں ان باتوں پر عمل درآمد ہوتا ہے اور وہ ان کے ضرر سے محفوظ ہی رہتے ہیں۔

غفلت بھی ظلمت اور اندھیرے کا ایک شعبہ ہے۔ دیکھو انسان۔ حیوان۔ پرند۔ چرند سب غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اندھیرے ہی کا اثر ہوتا ہے۔ پھر جب پو پھٹنے لگتی ہے اور ذرا اجالا ہوتا ہے تو سب جانور پرندے پھڑ پھڑاتے ہیں۔ اور ہوش سنبھالتے ہیں غفلت دور ہوتی ہے اور پھر جوں جوں نور ترقی کرتا ہے غفلت دور ہوتی جاتی ہے اور نور تمیز بڑھتی جاتی ہے۔ شراب خوار عیسائی قوم بہت دن چڑھے تک غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں۔ آخر جب روشنی بہت زور پکڑ جاتی ہے تو وہ بھی چونک اٹھتے ہیں۔ شراب کو چونکہ ظلمت اور شیطان سے ایک تعلق ہے اس واسطے وہ اپنا دباؤ اُن پر ڈالے رکھتی ہے اور ایک حصہ دن میں بھی ان پر غفلت طاری رہتی ہے۔ مگر آخر کار جب نور اپنے کمال پر پہونچ جاتا ہے تو ظلمت غفلت کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ روشنی کو چونکہ غفلت سے ایک ضد ہے۔ اس واسطے غفلت اور روشنی جمع نہیں ہو سکتیں۔ روشنی کو تمیز سے اور اندھیرے کو بے تمیزی سے تعلق ہے جتنے بھی باریک کام کرنیوالے ہیں۔ مثلاً گھڑی ساز۔ یا بہت باریک قسم کی کتابت کرنیوالے۔ ڈوری باف وغیرہ یہ سب لوگ روشنی میں کام کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی طاقت تمیز کو اور بھی بڑھانے کے واسطے ایک قسم کے شیشے سے کام لیتے ہیں جسے وہ اپنی آنکھ کے آگے لگا لیتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے قوت

امتیاز میں ترقی ہوجاتی ہے۔ اب ان باتوں کے بعد رات ہو کہ اندہیری اور ظلمت کا گہر ہوتی ہے اسمیں جو بعض اوقات ہوامیں آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ کبھی سفید کبھی سرخ۔ اور سبز اور زرد وغیرہ اور جس کو قرآن شریف نے شہاب ثاقب کے نام سے تعبیر کیا ہے وہ روشنی ظاہر ہوکر کچھ حصہ ظلمت کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی ان مضر مادوں کو ضایع کرتی ہے جن کو اس ظلمت سے تعلق ہوتا ہے۔ اندہیرے کو دور کرکے روشنی اور تمیز پیدا کرتی ہے کیونکہ ہر اندہیرا تمیز کو اٹھا دیتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ ظاہر سے باطن کیطرف لیجاتے ہیں۔ لہٰذا اس مثال میں بھی ایک حقیقت پوشیدہ ہے اور ایک سبق سکھانا مد نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسطرح رات کی گہٹاٹوپ ظلمت میں شہاب ثاقب روشن ہوکر کسی حصہ ظلمت کو تباہ کرتا اور ان جرایم کو جن کا اس ظلمت سے تعلق تہا ہلاک کرتا ہے تو تم بھی اپنے واسطے دعائیں کرو اور ہر ظلمت سے نکلنے کی کوشش کرو ظلمت خواہ کسی ہی قسم کی کیوں نہ ہو ہمیشہ مضر ہے۔ اور بدی کی یہی جڑھ ہے۔ دیکھو بادل کا گرجنا بجلی کا چمکنا۔ تیز ہواؤں کا چلنا۔ تیز گرمی کا ہونا۔ بادوباراں کے طوفان یہ سب اصل میں ظلمت اور موذی کیڑوں کے دفعیہ کے بواعث ہیں جن سے وبائیں پہیلتی ہیں۔

انبیاء ظلمت کے بڑے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی ظلمت سے نفرت تام ہوتی ہے۔ دیکھو میں تم کو اپنے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ آپؐ ہر روز صبح کی دو سنتوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تہے۔

اللّٰهم اجعل فی قلبی نوراً وّ فی بصری نوراً وّ فی سمعی نوراً وّ عن یمینی نوراً وّ عن یساری نوراً وّ فوقی نوراً وّ تحتی نوراً وّ امامی نوراً وّ خلفی نوراً وّ اجعل لی نوراً وّ فی لسانی نوراً وّ عصبی نوراً وّ لحمی نوراً وّ دمی نوراً وّ شعری نوراً وّ بشری نوراً وّ اجعل فی نفسی نوراً وّ اعظم لی نوراً اللّٰهم اعطنی نوراً۔

اے اللہ میرے دل کو نور سے بہر دے میری آنکھوں میں میرے کانوں میں میرے دائیں میرے بائیں۔ میرے اوپر میرے نیچے میرے آگے میرے پیچہے نور ہی نور کردے۔ اور میرے واسطے نور ہی نور کردے۔ میری زبان میں میرے پہٹوں میں میرے گوشت میں میرے خون میں میرے بال بال میں اور میرے سارے ہی بدن میں اور میری جان میں نور ہی نور کردے۔ اور میرے واسطے نور کو بہت بڑہا کردے اور اے اللہ مجہے نور ہی نور عطا کردے ظلمت کا نام و نشان نزدیک تک نہ آوے۔ (منقول از کتاب حزب المقبول)

اب غور کا مقام ہے کہ انبیاء ظلمت کے کیسے دشمن ہوتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال کی محبت جو کہ ایک خطرناک مرض ہے یہ بھی ظلمت کیوجہ سے ہوتی ہے۔ خدا سے دور پہینک دیتی ہے۔ جتنا زیادہ مال و دولت ہوگا اتنا ہی حرص بڑہتی جاوے گی۔ اچہے اچہے مرغن کہانے اور پر تکلف سامان خورد و نوش معدوں کو خراب کرکے انسان کو محتاج کرکے حکیموں اور ڈاکٹروں کے محتاج کردیتے ہیں اور اسطرح سے ان کا مال و دولت اُن کے کام نہیں آتا بلکہ دوسروں کے لئے ہو جاتا ہے۔

مجہے ایک شخص کا حال معلوم ہے کہ وہ بہت ہی بڑا آدمی تہا کروڑوں کا مالک تہا۔ ایک شخص اونٹوں والا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ ہماری سپارش کردیں کہ ہمیں ہماری مزدوری ملجاوے۔ پانسو اونٹ کی مزدوری باقی ہے میں نے کہا کہ سپارش کی کیا ضرورت ہے آخر بات کیا ہے تو اُس نے کہا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ پانسو اونٹ چونہ کا بوجہ میرے مکان پر لیجاؤ جب مزدوری دونگا۔ ورنہ نہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا حرج ہی کیا ہے لیجاؤ۔ آخر تم نے وہیں جانا ہے خالی ہی تو جاؤ گے۔ اس کا کام ہی کردو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ بجائے اس کے کہ ہماری سپارش کرتے اُلٹا ہمیں اسطرح سے کہا۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے میں نے کہا کہ میں دیکہنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ شخص اسطرح سے رشوت لے کر مکان بنوا کر اس میں رہتا بھی ہے یا کہ نہیں۔ پہر اُس شخص نے مجہے بتایا کہ اینٹ میں سے اینٹ اور پتھر میں سے پتھر اور لکڑی میں سے لکڑی سب کچہ اس شخص نے چرایا ہے۔ اور مکان کا مصالح جمع کیا ہے۔ خدا کی قدرت وہ اونٹ والے بوجہ توے گئے۔ مگر شان ایزدی کہ اُس شخص کو وہ مکان دیکہنا تک بھی نصیب نہ ہوا اور جان نکل گئی شنید نہیں بلکہ دیدہ ہے۔ خیرات اور صدقہ کا رواج ہوتا ہے مگر اس کو مرتے دم وہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ نوکر سے چا منگائی ہر وہ چاء کی پیالی لیکر آیا دیکہتا کیا ہے کہ وہ مرا پڑا ہے۔ یہ کوئی قصہ کہانی اور ناولوں کی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے اور دیدکا نہ کہ شنیدکا۔ پس عبرت پکڑنی چاہئے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہر قسم کی ظلمت کو دور کرکے سچا نور اور ملکہ تمیز عطا کرے

رات کے گہٹاٹوپ اور گہپ اندہیری میں اللہ تعالیٰ انسان کو ایک نظارہ دکہاتا ہے اور وہ کیسا خوش منظر ہوتا ہے۔ باریک بین طبیعت اور انتقال کرجانے والی طبیعتیں اس سے عبرت پکڑتی ہیں اور ایک دوسری بات جس کا روح سے تعلق ہوتا ہے حاصل کرلیتی ہیں۔ حسب لیاقت اور حسب استطاعت اپنی اپنی جگہ ہر کوئی اپنی عقل کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے۔ انبیاء کی عقل چونکہ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے اور وہ بڑے ہی باریک بین ہوتے ہیں وہ اور ہی آگے نکل جاتے ہیں اور ان کو در کی

سوجہتی ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی ظلمتوں میں گرفتار ہو اور کیسی ہی ضلالت میں مبتلا ہو کیسے ہی مشکلات دینی یا دنیوی میں پہنسا ہوا ہو اس کیواسطے یہ امر ایک بشارت ہے کہ اگر ذرا سا بھی مادہ سعادت اور رشد اور نور قلب اسمیں باقی ہے تو ہدایت پا جانا ممکن ہے اس لیئے ناامید نہیں ہونا چاہئے بلکہ دعاؤں میں لگ جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس ذرا سی قوت تمیز اور نور کو بڑہا کر اس سے ہر ظلمت جہل۔ رسم و رواج۔ عقاید۔ مشکلات۔ غرض ہر قسم کی ظلمت کو پاش پاش کرسکتا ہے کیونکہ خود اس نے فرمایا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم۔ دیکہو جب دنیا میں کوئی بڑا عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہوتا ہے اور کسی انسان کو خلعت نبوت ماموریت ملنے والا ہوتا ہے تو آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے ہیں۔ اسمیں بھی سر اور راز حقیقت ہوتا ہے باریک بین اور عقلمند انسان اس نشان سے سمجہ جاتے ہیں کہ اب دنیا میں ضرور کوئی نہ کوئی بڑا پاک باز انسان ظلمت کا دشمن بے تمیزی کے روحوں کو ہلاک کرکے نور اور تمیز اسکی جگہ قایم کرنے کیواسطے آنیوالا ہے۔ آسمان پر اس تغیر اور کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹنے اس امر کی صریح اور بین دلیل ہوتی ہے کہ زمین پر بھی ضرور کوئی نہ کوئی عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہے۔ اور کوئی بڑا عظیم الشان مصلح اور مجدد آنیوالا ہے۔ جو ظلمت کا دشمن اور نور کا حامی ہوتا ہے۔

پس چاہئے کہ دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تمیز عطا کرے۔ اور ہر ظلمت سے بچاوے۔ بار بار اس قدر لمبے مضامین نہ سنائے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آپ لوگوں کو سننے کا موقع ملتا ہے۔ میں آپ لوگوں کو ایک سہل راہ بتاتا ہوں۔ دیکہو ہمارے تمہارے اندر بہی جن ہیں۔ اب بڑا حصہ عمر کا گذر چکا ہے۔ اور تہوڑا باقی ہے۔ لیکن میں دیکہتا ہوں کہ پہر بھی غفلت سر اٹھانے نہیں دیتی۔ پس ان ظلمتوں کے جلانے کے واسطے بڑا پکا اور سچا مواد (شہاب ثاقب) استغفار۔ توبہ۔ لاحول اور الحمد کی دردمندانہ دعائیں اور گداز ہو ہو کر درود پڑہنا ہے۔ اور دعائیں کرنا اور رحمت الٰہی کے نزول کی راہیں تلاش کرتے رہنا چاہئے۔ جو تڑپ اور سچے دل سے دعائیں کرتا ہے خدا اس کے اندر ایک نور پیدا کردیتا ہے۔ جو اس کے کل کاروبار میں اس کا راہبر ہوتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی سے ظلمت آتی ہے اور وہ تباہ کردیتی ہے۔ ایک آنکہہ کے اندہے کے سامنے عمدہ سے عمدہ ایرانی قالین رکہہ دو مگر اس کے خوشنما رنگ اور خوبصورت بیل بوٹے اس کے واسطے کسی کام نہیں۔ اس کے دل کو آنکہہ کو اُن سے کوئی مسرت نہیں پہنچ سکتی۔ اسطرح جو انسان ظلمت میں گہرا ہوا ہو خواہ کتنی ہی نصیحت کرو۔ کیسے ہی عمدہ عمدہ پیرایوں میں وعظ کرو مگر اُس کے کان پر جوں بھی نہیں چلتی اور کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پس خدا سے ہر روز دعا کرو کہ وہ ہر ظلمت سے بچاوے اور نور عطا فرماوے۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +